ناولٹ

زندگی پھول کا تبسم ہے

صائمہ شریف

صحیح ہے۔ اس کی اچھی خاصی کلاس لی جا چکی تھی۔ پہلے امی پھر ابو امبر عمران کی طرح سنا چکے تھے اور اب محترم عدیل صاحب کرسی پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے بڑی غصیلی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ غصہ تو اسے بھی بہت آ رہا تھا دل چاہ رہا تھا کہ اپنے کمرے میں جا کر لمبی تان کر سو جائے مگر فی الوقت ایسا ناممکن تھا سو وہ چپ چاپ صبر کے گھونٹ پیتے سر جھکائے کھڑی رہی۔

"کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گی کہ آپ کا رزلٹ اتنا شاندار کیوں ہے؟" عدیل نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"ہیں شاندار رزلٹ؟" وہ بری طرح چونک پڑی۔ جھکا ہوا سر اٹھا کر بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"کیا عدیل بھائی کی بصارت جواب دے گئی ہے؟" اس نے اس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے سوچا۔

"میری بات سمجھ میں نہیں آئی؟" اسے اپنی جانب حیران نگاہوں سے دیکھتا پا کر بولا۔ جبکہ وہ کوئی جواب دیے بغیر دوبارہ سر جھکا کر رہ گئی۔

"ماہ رخ میں تم سے پوچھ رہا ہوں تمہاری انگلش میں کمپارٹ کیوں آئی ہے؟" عدیل نے رزلٹ کارڈ اس کے سامنے لہرا کر پوچھا تو وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی نجانے کیسے وہ انگلش میں لڑھک گئی تھی ملال تو اسے بھی بہت ہوا تھا مگر اب وہ اس ملال کے لیے اپنا کھانا پینا تو نہیں چھوڑ سکتی تھی نہ ہی زندگی کی رعنائیوں سے منہ موڑ سکتی تھی۔

"ماہ رخ جواب دو۔" اس کی کڑی نگاہیں اور تفتیشی انداز اسے خاصا گراں گزر رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا میں کوئی نجومی تو نہیں ہوں ہر کوئی مجھے ہی ڈانٹ رہا ہے جیسے مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے۔" اس نے جھنجھلا کر کہتے ہوئے دل کی بھڑاس نکالی۔

"بیکار ماہ رخ تمہاری انگلش میں کمپارٹ آئی ہی کیوں؟ تمہاری تیاری میں کہیں کمی رہ گئی تھی؟" اس بار عدیل نے نرمی سے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا میں نے تو ساری [illegible]"

"اب آپ یوں مجھے تنگ کرنے کے بجائے اسٹڈی شروع کر دیں۔" اس نے [illegible] رکھتے ہوئے سختی سے کہا۔

"کیا؟ ابھی سے؟" اس کی جان نکل گئی۔ ابھی تو اس کا سر درد کر رہا تھا انگلش کی موٹی موٹی کتابیں دیکھ کر اس کا پارہ چڑھ جاتا تھا وہ تو یہ سوچ کر بڑی مطمئن تھی کہ اب پڑھائی سے جان چھوٹ گئی ہے۔ مگر کیا معلوم تھا کہ یہ دن بھی دیکھنے پڑیں گے۔ عمران جو اس سے چھوٹا بھائی تھا اور سیکنڈ ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا اس نے تو خاصا مذاق اڑایا تھا۔ شازان میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا اس نے البتہ کچھ نہیں کہا تھا بابا جان نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دی تھی۔ امبر جو ایم اے فائنل ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اس نے باقاعدہ اس سے اظہار افسوس کیا تھا۔ اور ان سب باتوں سے وہ اچھی خاصی تنگ آ گئی تھی۔ جانے کسی کے فیل ہونے پر لوگ اتنی حیرت کا اظہار کیوں کرتے ہیں جیسے فیل ہونے والے سے کوئی بھیانک جرم سرزد ہو گیا ہو۔" وہ غصے سے کھولتے ہوئے ذہن کے ساتھ سوچتی جا رہی تھی۔

"ماہ رخ! میں نے کیا کہا ہے؟" عدیل نے اسے سوچوں میں گم کھڑے دیکھ کر غصے سے کہا۔

"جا رہی ہوں۔" وہ منہ بناتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔

"یہ عدیل بھائی تو جلاد لگتے ہیں مجھے۔" وہ اپنے کمرے میں امبر کو دیکھ کر غصے سے بولی۔

"شرم کرو میرے اتنے پیارے اور اسمارٹ سے بھائی کو جلاد کہہ رہی ہو۔" امبر نے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہونہہ پیارا اور اسمارٹ وہ تو پورے ہٹلر ہیں۔" اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"لیں جی پہلے جلاد تھے اب ہٹلر ہو گئے ہیں۔ لڑکی تمہاری عقل ٹھکانے ہے یا نہیں؟" امبر نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا۔ وہ کوئی جواب دیے

بغیر ادھر ادھر کتابیں تلاش کرنے لگی۔

عدیل اس کا تایا زاد تھا۔ گھر میں ان سب سے بڑا تھا۔ خاصا بارعب اور سنجیدہ سا تھا۔ اسی لیے وہ سب اس سے خائف سے رہتے تھے۔ چونکہ وہ ان سے الگ تھلگ سا رہتا تھا اسی لیے اس کی آمد کا احساس ہوتے ہی وہ باادب سے بیٹھ جاتے تھے۔

"آخر عدیل بھائی میں ہٹلر جیسی صفات کہاں سے آن ٹپکی ہیں؟" عمران اکثر ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر ماہ رخ سے پوچھتا۔

"مجھے کیا پتا تم خود ان سے پوچھ لو شاید وہ تمہیں بتانا پسند کریں۔" ماہ رخ چڑ کر کہتی۔

"بھلا میری ایسی مجال کہاں۔" وہ منہ بنا کر کہتا تو ماہ رخ ہنس پڑتی۔

"آخر تم کیا تلاش کر رہی ہو؟" امبر نے اسے بک شیلف کی حالت بگاڑتے دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

"امبر! وہ بی اے کی انگلش کی کتابیں کہاں ہیں؟" اس نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ان کتابوں کی ضرورت کیوں پڑ گئی ہے؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"تو کیا اب ضرورت نہیں ہے؟" اسے غصہ آ گیا۔

"ٹھیک ہے مگر ابھی ابھی۔"

"تمہارے بھائی کا حکم ملا ہے۔ ابھی بیٹھ کر اسٹڈی کرو۔" اس نے غصے سے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"پتا نہیں میرے بھائی میں اتنا شدید غصہ کہاں سے آ گیا ہے۔ لوگ کیسے خوف اور غصے سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔" امبر ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولی۔ اسے بھی شکوہ تھا کہ وہ بھائی سے بے تکلف ہو کر کوئی فرمائش ہی نہیں کر سکتی تھی۔

"اچھا تم نے کتابیں کہاں رکھی تھیں؟" امبر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"پتا نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"جناب وہ کتابیں اسٹور روم میں الماری کے سب سے نچلے خانے میں پڑی ہیں تم نے تو انہیں ایسے لاوارثوں کی طرح پھینک دی تھیں جیسے کہ۔" امبر نے مسکراتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تم لوگوں کو تو بس مذاق سوجھ گیا ہے۔" یک لخت اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ارے ماہ رخ میں تو یونہی کہہ رہی تھی۔" امبر شرمسار ہو کر اس کے پاس آ کر ہاتھ تھام کر بولی وہ اس سے ہاتھ چھڑا کر اسٹور روم میں آ گئی وہاں سے کتابیں نکال کر سیدھا اس کے کمرے میں آ گئی۔

"اتنی دیر سے آئی ہو؟" عدیل میگزین کی ورق گردانی میں مصروف تھا اس کی آمد پر فوراً سر اٹھا کر بولا۔

"کتابیں ڈھونڈ رہی تھیں۔" وہ کوفت سے بھیگے ہوئے لہجے میں بولی تو وہ چونک پڑا اس کی بھیگی بھیگی پلکیں دیکھ کر وہ پریشان سا ہو اٹھا۔

"ماہ رخ تم روئی تھیں؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ بیزاری سے کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم ٹھیک طرح سے نہیں بتا سکتیں۔" وہ قدرے تلخی سے بولا۔

"جی روئی تھی۔" اس نے تنگ آ کر کہہ دیا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوا۔

"کبھی کوئی مذاق اڑاتا ہے تو کبھی کوئی بھلا اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں انگلش۔" وہ بات پوری کیے بغیر بے ساختہ رونے لگی۔

"ماہ رخ رو تو مت' مجھے بتاؤ کون تمہارا مذاق اڑاتا ہے۔ میں اس کی کھنچائی کروں گا۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔

"جی؟" ماہ رخ نے انتہائی حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کا نرم اور مٹھاس بھرا لہجہ اسے خواب سا لگ رہا تھا۔

"ماہ رخ بتاؤ نا۔" عدیل نے بڑی نرمی سے پوچھا۔

"نہیں رہنے دیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی اور دوپٹے سے چہرہ صاف کر لیا۔

"کیا رہنے دیں۔" وہ ہلکے سے مسکرایا اس کا بھیگا بھیگا چہرہ دل میں ہلچل مچا رہا تھا۔

"تمہیں کتابیں لے آئی ہوں۔" اس نے گود میں سے ایک کتاب نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔

"ہوں ٹھیک ہے۔" وہ سنجیدگی سے سوچتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

"بی بی جی سنا ہے آپ انگریزی میں پاس ہونے سے رہ گئی ہو۔" وہ لاؤنج میں آئی تو ملازمہ نے صفائی کرتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"یعنی ان محترمہ کی کسر رہ گئی تھی۔" وہ غصے سے بڑبڑائی۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے؟" اس نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔

"وہ جی بڑی بی بی جی باتیں کر رہی تھیں۔" وہ اس کا انداز دیکھ کر گھبرا کر بولی۔

"کون امی یا تائی امی؟" اس نے گویا تفتیش کرتے ہوئے پوچھا۔

"بس جی وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں مجھے پتا چل گیا۔" اس نے اپنی جانب سے صفائی پیش کی۔

"اچھا ٹھیک ہے اپنا کام کرو۔" سر جھٹک کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی اور کشن گود میں رکھ لیا۔ پڑھنے کا اگرچہ موڈ تو نہیں تھا پھر بھی بے دلی سے کتاب کھول کر پڑھنے لگی کہ بہرحال عدیل بھائی کی ڈانٹ کھانے کا حوصلہ بھی نہیں تھا۔

"لو ہو میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔" عمران کالج سے آیا تو اسے بیٹھے دیکھ کر وہیں چلا آیا۔

"کیا دیکھ رہے ہو تم؟" ماہ رخ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"یہی کہ کچھ لوگ خوب رٹا لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"یہاں پر کتنے لوگ بیٹھے ہیں؟" وہ غصے سے بولی۔ اس کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔

"ارے اتنی نادان ہو اتنا بھی سمجھ نہیں پائی کہ۔"

"میں سب سمجھ گئی ہوں مگر تم بڑے بدتمیز ہوتے جا رہے ہو۔" وہ سخت غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

"ارے واہ میں [illegible] ہو۔" عمران نے اس کے [illegible] جان بوجھ کر غصے سے بولا۔

"میں امی سے تمہاری شکایت لگاؤں [illegible]" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"خبردار اگر شکایت لگائی تو [illegible] دوں گا۔" جلدی سے اس کی کتاب اٹھالی۔

"میری کتاب واپس کرو۔" وہ روہانسی ہو کر چلائی۔

"اگر نہ کروں تو۔" عمران نے مسکرا کر چھیڑنے لگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" بھاری اور سنجیدہ آواز پر دونوں چونک پڑے عدیل دروازے میں کھڑا دونوں کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کک --- کچھ نہیں عدیل بھائی۔" عمران بوکھلا کر رہ گیا جلدی سے کتاب اس کے ہاتھ میں تھمائی اور وہاں سے فوراً رفوچکر ہو گیا۔

"تم کیا کر رہی تھیں یہاں؟" عدیل نے اس کی ہراساں سی صورت پر سنجیدگی سے نظر ڈال کر پوچھا۔

"جی۔ میں پڑھ رہی تھی۔" اس نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

"پڑھ رہی تھیں یا لڑ رہی تھیں؟" وہ غصے سے بولا۔

"تم اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھا کرو۔" وہ اسے خاموش کھڑے دیکھ نرمی سے کہتا ہوا چلا گیا۔

"بس مجھے ڈانٹنے کا بہانہ چاہئے ان محترم کو۔" وہ دلگرفتہ سی ہو کر بیٹھ گئی۔

"ماہ رخ کھانا کھالو آ کر۔" امی دروازے پر نمودار ہوئیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ خفگی سے بولی۔

"بھوک کیوں نہیں ہے۔ صبح بھی تم نے صرف چائے پی تھی۔" وہ حیران ہوئیں۔

"بس نہیں ہے۔" وہ دوبارہ کتاب اٹھا کر پڑھنے لگی اور امی سر ہلا کر چلی گئیں۔

"ارے لڑکی تم کھانا کھانے کیوں نہیں آ رہیں؟" تھوڑی دیر بعد امبر چلی آئی۔
"میں پڑھ رہی ہوں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔
"او ہو پڑھائی ہو رہی ہے۔ واہ جی واہ۔" امبر ہنستی ہوئی اس کے قریب بیٹھ گئی۔
"امبر تم بڑی ظالم ہوتی جا رہی ہو۔" ماہ رخ نے شکوہ کیا۔
"میں اور ظالم؟" وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔
"ہاں" وہ غصے سے اسے دیکھا۔
"مگر وہ کیسے؟" امبر نے شرارتی سی نظروں سے اسے دیکھا۔
"تم بات بات پر طنز جو کرنے لگی ہو۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی تو امبر بے ساختہ ہنسنے لگی۔
"ارے میری گڑیا میں طنز نہیں کرتی بلکہ تنگ کرتی ہوں اور میں اپنی پیاری سی بہن کو تنگ نہیں کروں گی تو کسے تنگ کروں بھلا؟" امبر نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ماہ رخ کو وہ اپنی چھوٹی شرارت سے بھری بہن کی مانند لگتی تھی اور اس سے خاص انسیت رکھتی تھی۔ جب وہ روٹھتی تو اسے اسے بالکل گڑیا سی لگتی تھی اسی لئے اسے تنگ کرنے میں اسے مزہ آتا تھا۔
"چلو اب کھانا کھانے آ جاؤ۔" وہ اس کا گال چھو کر نرمی سے مسکرائی۔
"مجھے کھانا نہیں کھانا۔" وہ کتاب پر نظریں جما کر بولی۔
"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔
"ویسے ہی ذرا ٹھہر کر کھاؤں گی؟"
"محترمہ ابھی کھانا کھا لیں تو اچھا ہے عدیل بھائی نے بلا لیا تو شام سے پہلے اٹھنے نہیں دیں گے۔" اس نے تنبیہ کی۔
"عدیل بھائی آفس سے جلدی کیوں آ گئے ہیں؟"
"بھئی اپنے بزنس کا یہی تو فائدہ ہے جب چاہو کر آؤ اور جلدی سے کھانا کھانے آ جاؤ۔" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"ماہ رخ عدیل بھائی کہہ رہے ہیں فوراً کمرے میں حاضر ہو جاؤ۔" عمران دروازے میں کھڑا مسکراہٹ دبا کر کہہ رہا تھا۔
"آ رہی ہوں۔" وہ گہرا سانس بھر کر اٹھی اور منہ بسورتی ہوئی اس کے کمرے میں آ گئی وہ کرسی پر بیٹھا چائے پی رہا تھا گود میں میگزین پڑا تھا جسے بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا اس کی آمد پر بھی سر نہیں اٹھایا وہ بیڈ کے دائیں جانب پڑے صوفے کے کونے میں جا کر ٹک گئی ماہ رخ نے اسے دیکھا وہ مستقل اپنے شغل میں مگن رہا۔
"کیا عدیل بھائی کو پتا نہیں ہے میں کمرے میں آ گئی ہوں۔" وہ بڑبڑائی۔
"آپ تشریف لے آئی ہیں؟" وہ نظریں اٹھائے بغیر اونچی آواز سے بولا تو وہ سر جھکا کر رہ گئی۔
"کیا ضروری ہے آپ کو پیغام ملے آپ پھر کمرے میں حاضر ہوں۔" اب وہ سر اٹھا کر طنزیہ لہجے میں بولا۔
"طنز کرنے میں تو عدیل بھائی کا جواب نہیں ہے اور یہ جو امبر بھی بات بات پر طنز کرتی ہے شاید اس نے عدیل بھائی کا اثر لے لیا ہے۔" وہ محض سوچ کر رہ گئی کہنے کی جرات کیسے کرتی اس کی ڈانٹ سے خوف بھی تو آتا تھا۔
"ماہ رخ یہیں موجود ہو ناں۔" وہ اونچی آواز سے بولا تو وہ چونک پڑی۔
"جی عدیل بھائی۔"
"پیپر کی تیاری کیسی ہو رہی ہے؟"
"جی ٹھیک ہو رہی ہے۔"
"وہ بس تھوڑی سی۔" وہ جھجک کر بولی۔
"کیا بات ہے پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔" اس نے ڈپٹ کر پوچھا وہ خاموش رہی۔
"ماہ رخ تم اسٹڈی کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتیں۔" اب وہ تلخی سے بولا۔
"پڑھتی تو ہوں۔" وہ چپ نہ رہ سکی۔
"میں نے جو سمری یاد کرنے کو دی تھی وہ ...

کر دیجئے گا۔" انہوں نے جلدی سے [illegible] تک
[illegible] شمل [illegible] اس
[illegible] کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تب سے [illegible] عشق [illegible]
[illegible] آگئی
[illegible] عشق کی بدولت [illegible] کھانا کھانے
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] تھے اس وقت وہ
[illegible] آگئی کر کے
[illegible] گئے۔
"ہم [illegible] کر رہی ہو" وہ اسے دیکھ کر
چونک پڑی۔
"میں [illegible] کے بارے میں
سوچ رہی ہوں۔" [illegible] کر بولی۔
[illegible] وہ حیرانی سے بولیں۔
"جی [illegible] میں نے کچھ پڑھا
نہیں ہے [illegible]"
"جی" [illegible] باہر نکل جاؤ اور جا کر بچی کی
تیاری کرو۔" وہ [illegible] ہوئے کہنے لگیں۔
"[illegible] وقت کی [illegible] سے میرا دماغ خراب ہو
کر رہ گیا ہے۔"
"میں کہتی ہوں [illegible] لیکن تمہیں
[illegible]" وہ [illegible] سے بولیں۔
"[illegible]"
جھنجلائی۔
"باہر جاتی ہو یا نہیں۔" انہوں نے گھور کر
کہا۔
"جی۔" وہ [illegible] گئی۔
"[illegible] حویلی میں آئے [illegible] آئے گا
تو میں کہہ دوں گی کہ تم نے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا
تھا" انہوں نے دھمکا کر کہا۔
"اچھا لیا میں جا رہی ہوں۔" [illegible] بھاگ
کی مانند [illegible] اور باہر نکل گئی [illegible] زیر لب
مسکرائیں۔ کمرے میں آ کر وہ بستر پر [illegible]

[illegible] میں تھی۔
[illegible]
[illegible] سوتے ہوئے بولی۔ [illegible]
[illegible] کے سر کے [illegible] سے [illegible]
"[illegible] تم بہت خراب ہو۔" وہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] آنکھیں [illegible] ہوئے [illegible]
"جی ہم تو بہت اچھے ہیں مگر آپ کے [illegible]
مگر [illegible]"
"کیا مطلب" وہ [illegible] گئی۔
"مطلب یہ کہ [illegible] آپ کو [illegible]
ہیں۔"
"[illegible] کیسے آئے" [illegible]
"[illegible]"
"[illegible] میرا مطلب ہے [illegible] آئے
تھے"
"جب آپ [illegible] کے [illegible]
رہی تھیں [illegible] ہو چکا ہے [illegible]
[illegible] اور جلدی سے [illegible]"
"[illegible] اللہ میں نے [illegible] کھانا بھی نہیں
کھایا تھا اب بھوک لگ رہی ہے۔" [illegible]
[illegible] کی صورت [illegible]
"[illegible] کھانا کھانے میں [illegible]
[illegible]"
[illegible] سے بولی۔
"تم کیوں [illegible] کر رہی ہو [illegible] اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible] آ کر [illegible]
"[illegible] صورت [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible]
"ایک ہی بات ہے۔" وہ [illegible] سے [illegible]
نکل گئی۔

[illegible]

[illegible] اوپر چلے گئے [illegible]

[illegible]

"[illegible] کہاں تھیں؟" آپ پوچھے [illegible]

[illegible] وہ مسکراتی ہوئی بولی اور [illegible] کا خیال آیا عادل بھائی نے کہا تھا [illegible]

عادل نے چونک کر اسے دیکھا۔

"[illegible] کھانا بھی کھایا ہے اور چائے بھی پی ہے [illegible] بس تھوڑی دیر تک آ جاؤں گی۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔ عادل نے غور سے اس کی [illegible] آنکھیں [illegible] ساشور برپا ہونے لگا۔

"سب جانتے ہیں اسٹڈی سے بچنے کے۔" وہ غصے سے بولا۔

"بیٹھ جاؤ اور اسٹڈی کرو۔" وہ چائے کا کپ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کہو نہ جانتے ہیں سب اتنی زور کی بھوک لگ رہی ہے اور محترم کچھ رہے ہیں میں بہانے بنا رہی ہوں۔ خود تو مزے سے چائے پی رہے ہیں اور میرا ذرا خیال نہیں ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی کتاب کے صفحے پلٹ رہی تھی دل تو چاہ رہا تھا کتاب پھینک کر باہر نکل جائے۔

"اگر ایک بار پاس ہو جاؤں پھر میری توبہ جو [illegible] کے بارے میں سوچا بھی تو۔"

[illegible] کیا پوچھ رہا ہوں؟" [illegible]

[illegible]

"[illegible] جلدی [illegible] چشمہ لگانا پڑے [illegible]"

"جاؤ جا کر کھانا کھاؤ اور چائے پیو پھر [illegible] پڑھنا یاد رہے پھر رات کے بارہ بجے سے پہلے [illegible] نہیں اٹھنا چاہیے۔" وہ [illegible]

[illegible]

"[illegible] تو سو کر اٹھی [illegible]"

"تم نے یہ کب کہا ہے؟" وہ [illegible] نظریں جھکا گئی۔

"اُف خدایا عادل بھائی کتنے ذہین ہیں۔" اس نے دل میں سوچا۔

"اچھا اب جا کر کھانا کھاؤ دل میں کوئی [illegible] رکھا ہے۔" اس نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے کہا۔

"اُف انہیں کیسے پتا چلا۔" وہ حیران رہ گئی۔

"میں نے ٹھیک کہا ہے نا۔" عادل نے پوچھا۔

"نہیں تو کوئی بات نہیں ہے عادل بھائی۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"سچ کہہ رہی ہو؟" اس کے چہرے پر نگاہیں جما کر پوچھا۔

"جی وہ آپ جانتے تو ہیں نا۔" وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا کر کندھوں کو ذرا سا جھٹک کر بولی۔

"تم کوئی کام ٹھیک کرو تو ڈانٹ نہ پڑے۔" [illegible] اس کی ایسی ادا پر [illegible] ہو کر تیزی سے مسکرا کر بولا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا میں خراب کام کرتی ہوں؟" وہ ناراض ہو کر بولی۔

"کھانا پکانے میں تو بڑی ماہر ہو پڑھائی میں دل کیوں نہیں لگتا۔" ہلکے سے مسکرا کر پوچھا اس کی بات بھی سچ ہی تھی کھانا پکانے میں تو وہ واقعی ماہر تھی پچھلے پیپرز کے دوران بھی جو چھٹیاں ہوئی تھیں وہ اس کے اس شوق کی نذر ہو گئی تھیں اسی لئے وہ یکسوئی سے اسٹڈی نہیں کر سکی تھی مگر یہ احساس اسے قطعاً نہ تھا کہ وہ اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہے۔ اب بھی اگر عدیل سختی نہ کرتا تو وہ ویسی ہی لاپروائی کا مظاہرہ کرتی اسی لئے امی نے عدیل سے کہا تھا کہ ماہ رخ کو انگلش کی تیاری کروا دے وہ جانتی تھیں کہ اس کا اچھا خاصا رعب ہے اسی لئے انہوں نے عدیل کو یہ ذمہ داری سونپ دی تھی اور اس کی جانب سے خاصی بے فکر ہو گئی تھیں۔

"ماہ رخ تم نے جواب نہیں دیا۔"

"بس عدیل بھائی مزید پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔" انداز میں حد درجہ اکتاہٹ نمایاں تھی۔

"تو کیا تم بی اے کے بعد ایم اے نہیں کرو گی؟" اس کی اکتاہٹ پر وہ حیرانی سے بولا۔

"میں بی اے ہی کر لوں تو بڑی بات ہے۔" وہ ہنس پڑی۔

"عنبر بھی تو ایم اے کر رہی ہے۔" عدیل نے اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دلچسپی سے دیکھا۔

"وہ تو بڑی لائق فائق ہے جبکہ میں تو نالائق سی ہوں۔" لہجے میں لاپرواہی گھل گئی۔

"ماہ رخ تم نالائق نہیں بس لاپرواہ ہو۔" عدیل نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اب کھانا کھانے جاؤں؟" اس کی سوئی دوبارہ کھانے پر اٹک گئی۔

"جاؤ اور جلدی آجانا۔" اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی بیک سے ٹیک لگائی جبکہ وہ باہر نکل گئی تھی۔ کتنی انجان اور بے خبر تھی وہ اس کے جذبوں سے۔ وہ تو اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی۔ عمران اور شاداں سے [illegible] اور لڑائی جھگڑا، امبر سے ہنسی مذاق [illegible] اس کے قصے اور ڈانٹ سے بچنے کی [illegible] اس کی زندگی ابھی تک اسی محور کے [illegible] تھی۔ جبکہ اس کی اپنی بھی [illegible] اپنے جذبوں کو ابھی اس سے [illegible] نزدیک وہ ابھی تک بیوقوف اور نادان [illegible] اور اس کی بے خبری اور معصومیت [illegible] تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں کتاب دوسرے ہاتھ میں ریموٹ تھا اور ساری توجہ ٹی وی کی طرف مرکوز تھی گاہے بگاہے کتاب پر نظر ڈال لیتی تھی وہ اردگرد سے ایسی بے نیاز تھی کہ اسے عدیل کے آنے کی خبر ہی نہ ہوئی تھی۔ عدیل جو اچانک لاؤنج میں چلا آیا تھا وہیں [illegible] رک گیا تھا اور انتہائی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا وہ یہاں اکیلی بیٹھی بڑی یکسوئی سے پڑھ رہی ہوگی مگر جو کچھ دیکھا تھا اسے انتہائی غصہ دلا دیا تھا۔ وہ یہاں بیٹھی ٹی وی سے شغل کر رہی تھی اور اسٹڈی کا صرف نام ہی تھا وہ آگے بڑھ آیا۔ ماہ رخ کی اس پر نظر پڑی تو بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ کتاب اور ریموٹ ہاتھ سے چھوٹ کر کارپٹ پر جا گرے۔

"آ۔۔۔ آپ عدیل بھائی؟" حیرت کے مارے وہ بول نہ سکی۔

"فوراً" سے پیشتر کتاب لے کر میرے کمرے میں آجاؤ۔" وہ سرد سے لہجے میں کہتا ہوا چلا گیا۔

"یا اللہ خیر ہو۔" اس نے زیر لب کہا اس کے غصے سے تو ویسے ہی جان نکلتی تھی اس نے جھک کر کتاب اور ریموٹ اٹھایا۔ ریموٹ ٹیبل پر رکھ کر کتاب لے کر اس کے کمرے میں آگئی وہ سر جھکائے فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھا اس کی آمد پر فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہوں کیا ہو رہا تھا ابھی؟" اس نے بظاہر انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"م۔۔۔ میں پڑھ رہی تھی۔" وہ نظریں چرا کر رہ گئی۔

"تمہیں معلوم ہے تم پیپر کی تیاری کر رہی ہو۔" وہ کڑے انداز میں بولا۔

"جی۔" اس نے بے ساختہ اثبات میں سر ہلایا۔

"پیپر کی تیاری ایسے ہوتی ہے؟" وہ سخت لہجے میں کہہ کر گھورنے لگا۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔

"میں نے تم سے کہا تھا اپنے کمرے میں بیٹھ کر پڑھا کرو؟" اس نے سختی سے پوچھا۔

"جی۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"میری بات سمجھ میں نہیں آئی تھی؟"

"وہ بس یونہی بیٹھ گئی تھی۔" وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔

"آج سے تمہارا ٹی وی دیکھنا بند ہے جاؤ وہاں بیٹھ جاؤ اور ذرا دھیان سے پڑھو۔ نو بجے سے پہلے اپنی جگہ سے نہیں اٹھنا سمجھیں؟" وہ کہہ کر انداز میں کہہ کر اپنی فائل کی جانب متوجہ ہو گیا اور وہ بے دم سی ہو کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

"تو مطلب دس بجے سے پہلے اپنی جگہ سے ہلنا نہیں۔" وہ دل میں پیچ و تاب کھاتی ہوئی بڑبڑائی اور یونہی گھڑی کی جانب دیکھا تو جیسے اس کی جان نکل گئی۔ گھڑی کی سوئیاں بڑی شان بے نیازی سے ساڑھے پانچ پر براجمان تھیں۔

"اف خدایا ابھی تو صرف ساڑھے پانچ ہی بجے ہیں کیا اتنے گھنٹے میں اسٹیچو بن کر بیٹھوں گی۔" اسے رونا آ گیا۔

"عمران ٹھیک کہتا ہے عدیل بھائی میں ہٹلر کی صفات جانے کہاں سے آن ٹپکی ہیں مجھے بھی تو یاد ہے پہلے تو ایسے نہیں ہوتے تھے بڑے اچھے اور نرم مزاج کے ہوا کرتے تھے مگر اب۔ اب تو یہ وہ لگتے ہی نہیں ہیں اب تو ان سے بات کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ پورے ہٹلر ہیں یہ۔" وہ سخت دل گرفتگی کے عالم میں سوچ رہی تھی اور نظریں کتاب پر ہی تھیں۔ عدیل نے یونہی اس کی طرف دیکھا تو وہ سخت نروس ہو کر کتاب کی جانب متوجہ ہو گئی تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کوند

گئی۔ پھر آنے والا پرچہ انتہائی تھکا دینے والا تھا اس نے ایک لمحے کے لیے بھی اسے نظر اٹھا کے نہیں دیکھا [illegible] اور امبر سے بڑے اس نے کیا کیا تھا۔ [illegible] تم اسے پڑھنے کی نصیحت کرنے لگتیں۔ وہ جیسے سے پڑھنے بیٹھتی تو پھر کتاب سے سر اٹھانا بھی بھول جاتی۔ اس وقت بھی بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ امبر اسے لاؤنج سے بلانے چلی آئی۔

"ماہ رخ پہلے کھانا کھا لو۔ پھر جا کے ساری رات پڑھتی رہنا۔" اسے ہنوز کتاب پر جھکے دیکھ کر جھنجھلا کر بولی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"کیسے ہو سکتا ہے تم بھوک کے معاملے میں بڑی نازک ہو۔" امبر نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

"کیا مطلب نازک ہو؟" وہ حیران ہوئی۔

"میرا مطلب ہے تم بھوک کے معاملے میں بڑی کچی ہو۔" وہ ہنسی۔

"کچی کا کیا مطلب ہے؟" ماہ رخ نے لب کے لے چھیڑا۔

"تم کھانا کھانے چل رہی ہو یا نہیں؟" اسے غصہ آ گیا۔

"نہیں۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"بغیر کھائے پیئے تم پڑھو گی کیسے؟" اسے فکر لاحق ہوئی۔

"اگر ایک وقت کا کھانا نہیں کھاؤں گی تو میری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" اس نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"تمہاری صحت پر نہیں کلر کرنگ پر اثر پڑ سکتا ہے۔" اس نے کتاب کی جانب اشارہ کر کے شرارت سے کہا۔

"فضول نہیں بولو۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں لیکن میرا اطلاعاً عرض ہے عدیل بھائی کھانا کھا کر اپنے کمرے میں تشریف لے جا چکے ہیں اب ہو سکتا ہے تمہیں کل کر لیں پھر تمہارا کھانا واقعی گول ہو جائے گا۔" وہ

اسے چڑاتی ہوئی باہر نکل گئی اور وہ بھی گھبرا کر اس کے پیچھے نکل پڑی تھی۔

عدیل نے دن رات ایک کر کے اس طرح تیاری کرائی تھی کہ اس کے دماغ کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں اور یہ اس کی محنت اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ اس کا پیپر بہت اچھا ہو گیا تھا۔ گھر آ کر وہ بڑی مطمئن و مسرور تھی۔ عدیل نے شام کو اسے بلا کر کوئسچن پیپر دیکھا اور اس سے چیدہ چیدہ باتیں پوچھ کر مطمئن ہو گیا اب اس کے پاس ہونے کی سو فیصد امید تھی۔

"اب ملا دولت آزاد ہیں بالکل آزاد۔" وہ لاؤنج میں آ کر گویا اعلان کرتے ہوئے بولی۔

"پہلے کیا آپ کے پاؤں میں بیڑیاں بندھی تھیں؟" عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

"کچھ ایسی ہی بات تھی۔" وہ ہنستی ہوئی بولی اور ریموٹ اٹھا کر چینل پر چینل بدلنے لگی۔

"آپی کیا کر رہی ہیں یہی چینل لگا رہنے دیں۔" عمران جھنجھلا کر بولا۔

"ارے اب آج تو میں اپنے من پسند پروگرام دیکھوں گی۔" وہ اس کی بات ماننے سے انکار کرتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"ماہ رخ کیا کر رہی ہو؟" امبر نے آ کر جلدی سے پوچھا۔

"فی الحال تو بالکل فارغ ہوں۔" وہ شاہانہ انداز میں بازو اٹھا کر مسکرانے لگی۔

"اچھا تمہیں معلوم ہے ہال میں حمزہ کی برتھ ڈے پر جا رہی ہوں؟" اس نے استفسار کیا۔

"ہاں مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"مجھے دیر ہو رہی ہے میں تیار ہونے لگی ہوں تم ذرا عدیل بھائی کو اٹھا کر ان سے پوچھ کر کپڑے استری کر دو نا۔ وہ بھی میرے ساتھ جائیں گے حمزہ کے بھائی عدیل بھائی کے بہت اچھے دوست ہیں اس نے انہیں بھی انوائیٹ کیا ہوا ہے۔" وہ تفصیلاً بولی۔

"مگر یہ کام میں نہیں کر سکتی۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔

"ماہ رخ پلیز چھوٹا سا تو کام ہے کر دو نا میں تیار ہونے جا رہی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتی چلی گئی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"چلیں آپی ریموٹ پکڑا دیں اور جائیں۔"

"شاباش۔" عمران نے اسے پیچھے سے مسکرا کر کہا تو وہ اسے گھورنے لگی پھر ریموٹ اسے تھما کر اس کے کمرے تک آئی۔ دروازہ ناک کیا مگر کوئی جواب نہ ملا دوبارہ ناک کر کے اندر آئی تو وہ سر تک چادر تانے سو رہا تھا۔

"عدیل بھائی۔" ماہ رخ ڈرتے ڈرتے اسے آواز دینے لگی۔

"عدیل بھائی اٹھ جائیں۔" اب وہ تھوڑا قریب آ کر بلند آواز سے بولی تو اس نے چادر چہرے سے ہٹا کر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"ہوں کیا بات ہے؟" وہ بیزاری سے بولا۔

"وہ امبر کہہ رہی ہے اب اٹھ جائیں آپ نے اس کے ساتھ برتھ ڈے پر جانا ہے۔" اس نے یاد دلایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"میرے کپڑے استری ہیں؟" اس نے بیڈ سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بتا دیں کونسے کپڑے استری کرنے ہیں میں کر دیتی ہوں۔" وہ جلدی سے بولی۔

"گرے کلر کا سوٹ استری کر دو۔" وہ کہہ کر واش روم میں چلا گیا۔ وہ وارڈ روب کی طرف آئی اور بے دھیانی میں آف وائٹ سوٹ نکال لیا۔ ابھی وہ شرٹ استری کر رہی تھی کہ وہ چلا آیا۔

"یہ! یہ کونسا سوٹ استری کر رہی ہو؟" وہ حیرت سے تقریباً چیخ پڑا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا عدیل بھائی؟" وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ شکر تھا استری ہاتھ سے نیچے نہیں گری تھی۔

"یہ میرا اسلیپنگ سوٹ ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"اوہ۔" وہ شرمندہ ہو گئی۔

"سوری عدیل بھائی مجھے دھیان

وہ [illegible] شرمندہ سے لہجے میں کہتی ہوئے دوبارہ وارڈ روب کی طرف گئی اور کرتے نکالا سوٹ [illegible]

"[illegible] ہم [illegible] سے نہیں کر سکتیں؟" وہ [illegible] اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"[illegible] مجھے خیال نہیں رہا تھا۔" وہ اس [illegible] عدیل بھائی [illegible] ہو کر بولی۔

"[illegible] تم [illegible] اتنی بڑی بڑی [illegible] کیا دیکھتی رہتی ہو ان [illegible]" غصے سے کہتا ہوا کمرے سے باہر [illegible] گیا۔

"[illegible] نہیں ہر وقت ڈانٹتے کیوں رہتے ہیں۔ [illegible] سے ادھار لے رکھا ہے۔" وہ [illegible] پھر کپڑے استری کر کے بیڈ پر پھیلا [illegible] کمرے میں آ گئی۔

"[illegible] اگر تم نے اب عدیل بھائی کا کوئی [illegible] تو میں [illegible] نہیں کروں گی۔" وہ [illegible] کو [illegible] کے [illegible] گھڑی دیکھ کر غصے سے [illegible]

"[illegible] کیا ہوا ہے؟" مسکراتی نظروں سے [illegible] دیکھا [illegible] ہو گیا تھا کہ یقیناً کسی بات پر [illegible] پڑی ہو گی۔

"عدیل بھائی کو تو بس ڈانٹنے کے لئے بہانہ چاہئے۔" وہ بیڈ پر بیٹھ کر تکیہ کھینچتے ہوئے بولی۔ اسے عدیل کا [illegible] تو وہ [illegible] سخت برا لگا تھا۔

وہ حسب معمول دیر سے سو کر اٹھی اور منہ ہاتھ دھو کر کچن میں آ گئی۔ امی کو موجود دیکھ کر [illegible]

"تمہاری صبح اب ہوئی ہے؟" انہوں نے اسے دیکھ کر ناگواری سے پوچھا۔

"پیاری امی اب تو عیش کرنے کے دن آئے ہیں اور آپ خفا ہو رہی ہیں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی اور فریج کھول کر کچھ تلاش کرنے لگی۔

"[illegible] ڈبل روٹی اور انڈے ختم ہو گئے تھے۔" امی نے اسے ڈبل روٹی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑاتے دیکھ کر پوچھا۔

"لیکن صبح تو ابھی [illegible]" وہ حیران ہونے لگی۔

"دن کے دس بجے ہیں اور تمہاری یہ صبح ہے۔" وہ خفا ہو کر بولیں۔

"میں کیا کروں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" وہ بسورتے ہوئے بولی۔

"کون کہتا ہے اتنی دیر سے اٹھو جلدی سے اٹھ کر سب کے ساتھ ناشتہ کیا کرو۔"

"ٹھیک ہے میں نہیں کرتی ناشتہ۔" وہ ناراض ہو کر جانے لگی۔

"آٹا فریج میں پڑا ہے پراٹھا بنا کر کھا لو۔ دہی بھی ہے۔" امی نے نرمی سے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"آپ کو پتا ہے صبح کے وقت میں ایسی بھاری بھرکم چیزیں نہیں کھا سکتی۔" اس نے منہ بنایا۔

"تو کیا میں بازار سے ڈبل روٹی لینے جاؤں۔" انہیں غصہ آ گیا۔

"میں نے یہ کب کہا ہے۔" وہ بسوری۔

"عدیل گھر پر ہے تو سہی مگر اسے سودا سلف لانے کی عادت نہیں ہے۔"

"عدیل بھائی آفس نہیں گئے؟" اسے حیرانی ہوئی۔

"نہیں ابھی تو سو رہا ہے۔"

"تو بس پھر آپ انہیں اٹھا کر بھیج دیں۔" وہ بڑے اطمینان سے بولی۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ اسے گھر کے یہ کام کرنا بالکل پسند نہیں ہے۔" وہ کہتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئیں۔

"تو کیا ہوا اگر ایک دن عدیل بھائی یہ کام کر لیں گے تو ان کی شان میں فرق نہیں آ جائے گا۔" وہ ان کے پیچھے آتی ہوئی منہ بنا کر بولی تھی۔ مگر سامنے صوفے پر عدیل کو بیٹھے دیکھ کر سٹپٹا گئی۔

"یا اللہ کہیں عدیل بھائی نے میری بات تو نہیں سن لی۔" وہ حسب معمول پریشان ہو گئی۔

"عدیل بیٹے تم کب اٹھے ہو؟" امی نے اسے دیکھ کر شفقت سے پوچھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے پھپھی جان کوئی کام کہنا ہے تو بتائیں۔" وہ کھڑے ہو کر بولا۔

"نہیں تو کوئی کام نہیں ہے تم منہ ہاتھ دھو لو میں تمہارے لئے ناشتہ لاتی ہوں۔"

"ماہ رخ نے ناشتہ کر لیا ہے؟" وہ اسے دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"ماہ رخ تو۔۔۔۔" وہ کہتے ہوئے خاموش ہو گئیں۔ جبکہ وہ ناراض سے انداز میں صوفے پر بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" عدیل پریشان سا ہوا۔

"ڈبل روٹی ختم ہو گئی ہے اسی لئے موڈ خراب ہے کہا بھی ہے پراٹھے سے ناشتہ کر لو مگر اسے تو عادت ہے خالی منہ چلانے کی۔" وہ ناراضگی سے گویا ہوئیں۔

"اوہ۔" وہ بات سمجھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے پھپھی جان بے حد اچھی لگیں وہ اس کی عادت سے واقف تھیں کہ اسے باہر کے کام کرنا پسند نہیں ہے اس لئے اس سے کہنے کی بجائے ماہ رخ پر خفا ہو رہی تھیں۔

"پھپھی جان آج تو میرا بھی دل چاہ رہا ہے خالی منہ چلانے کو۔" وہ شرارت سے ایک نظر اس پر ڈال کر مسکرا کر بولا۔ وہ دونوں بیک وقت چونک پڑیں۔

"مگر بیٹا۔" امی پریشان سی ہو گئیں۔

"میں بازار جا رہا ہوں۔" وہ جلدی سے بولا اور کمرے سے والٹ لے کر چلا گیا۔

"عدیل کو تو ایسا ہلکا پھلکا ناشتہ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔" اس کے جانے کے بعد امی بلند آواز سے بڑبڑائیں۔

"تو کیا ہوا انسان کو روٹین سے ہٹ کر بھی کوئی کام کر لینا چاہئے۔" وہ ہنس کر بولی۔

"تم بھی روٹین سے ہٹ کر کل جلدی اٹھ جانا۔" امی اسے گھور کر بولیں۔

"تو وہ پیاری امی یہی تو عیش کے دن ہیں پھر ہم کہاں اور یہ فرصتیں کہاں۔" وہ امی کے پاس آ کر ان کے گلے میں بازو ڈال کر بولی۔

"کیا مطلب؟" وہ اس کے منہ سے لفظوں کی روانگی پر چونک رہی تھیں۔

"امی وہ میری کلاس فیلو ہے نا شگفتہ تھی کہ بی اے کے بعد تو بیاہ ہو جاتا ہے پھر گھرداری میں الجھ کر رہ جاتی ہے اس لئے پہلے خوب سونا چاہئے کھانا پینا چاہئے اور۔۔۔"

"بس خاموش ہو جاؤ۔" امی شگفتہ کی صورت دیکھتے ہوئے بولیں تو وہ کھسیا کر رہ گئی۔ "میں کمرے میں جا رہی ہوں عدیل آ جائے تو اسے اور اس کے لئے ناشتہ بنا لینا۔" وہ جانے لگیں۔

"نہیں امی عدیل بھائی کے لئے آپ خود ہی ناشتہ بنائیے گا۔" وہ جلدی سے گھبرائے ہوئے انداز میں بول پڑی۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے؟" انہیں غصہ آ گیا۔

"ایسے ہی خوامخواہ میرے کام میں نقص نکالیں گے۔" وہ ناراض ہو کر بولی۔ ویسے بھی دل میں اس سے ناراض تھی کہ انٹر کے دوران تو کبھی اسے کوئی مغرور نہیں کہا تھا اور اس دن محض چھوٹی سی بات پر اسے کوئی مغرور کہہ دیا تھا اور اس بات کا اسے خاصا غصہ تھا۔

"تم ذرا ڈھنگ سے کام کرتیں۔"

"امی پلیز آپ۔" ماہ رخ نے انہیں روکنا چاہا۔

"ماہ رخ بلاوجہ پریشان نہ کرو۔" وہ سر جھٹک کر چلی گئیں اور وہ بے بسی سے کسمسا کر رہ گئی۔

"بھلا یہ آج آفس کیوں نہیں گئے خیر مجھے کیا اللہ میاں جی میرا آج کا دن اچھا گزر جائے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ہاتھ نیچے کئے تو وہ سامنے ہاتھوں میں شاپر پکڑے کھڑا تھا۔

"یہ بیٹھے بیٹھے کیا دعا مانگی جا رہی ہے؟" وہ شاپر ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں تو میں دعا تو نہیں مانگ رہی تھی۔" اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تو اسے ہنسی آ گئی۔ وہ واضح طور پر دیکھ چکا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا کر کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ مگر اب وہ صاف انکار کر رہی تھی۔

"ناشتہ ہی چاہیے نا؟" اس نے سنجیدہ ہو کر
پوچھا۔ وہ بے بسی سے ٹھنڈی سانس بھر کر
"وہ کیا نہیں ناشتہ کریں گے میرا مطلب ہے کہ۔"
"یہ کیا کریں گے کہ؟" بولی
"ہو کہہ رکھی تھی وہ مجھے کھلا دیتے۔" وہ مسکرایا۔
"نہیں؟" وہ حیران ہوئی۔
"جی۔ تب کیا میں کر دوں۔" وہ چڑ کر بولا۔
"نہیں نہیں۔" وہ سر ہلا کر چلی گئی اور وہ ٹیبل
سے اخبار اٹھا کر دیکھنے لگا۔
"یعنی مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔ شاید اس لیے
کہ میں بہت دیر سے اٹھنے لگی ہوں لیکن کل سے
انشاء اللہ جلدی اٹھوں گی۔" وہ ناشتہ بناتے ہوئے
سوچ رہی تھی۔ ناشتہ تیار کر کے چیزیں ڈائننگ
ٹیبل پر رکھ دیں۔
"عدیل بھائی ناشتہ کر لیجیے۔" اس نے لاؤنج
میں آ کر اسے پکارا تو وہ اخبار رکھ کر چلا گیا جبکہ..
وہیں بیٹھ گئی یہ سوچتے ہوئے کہ "عدیل بھائی ناشتہ
کر لیں تو پھر میں اطمینان سے کروں گی۔"
"ماہ رخ۔" کچھ ہی دیر بعد عدیل نے اسے پکار
لیا۔
"ضرور عدیل بھائی کو ناشتہ پسند نہیں آیا
ہوگا۔" وہ ڈرتے دل سے چلی آئی۔
"جی عدیل بھائی۔" وہ ڈائننگ ٹیبل کے پاس
آ کر نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی۔
"بیٹھو ناشتہ کرو۔" وہ یہ کہہ کر سلائس پر مکھن
لگانے لگا۔
"ہائے عدیل بھائی کے سامنے ناشتہ کروں،
نہیں نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔" وہ سخت گھبراہٹ
کے عالم میں اس کی صورت دیکھنے لگی۔
"کیا بات ہے ناشتہ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔"
عدیل اسے یونہی کھڑے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔
"وہ ۔۔۔ پہلے آپ ناشتہ کر لیں پھر میں کر لوں
گی۔" وہ گھبرا کر بولی۔
"کیوں ابھی کیا ہے؟" اس نے بھنویں اچکا کر
پوچھا۔
"ویسے ہی۔" وہ ہچکچائی۔
"بیٹھو اور ناشتہ کرو۔" وہ تحکمانہ لہجے میں بولا تو
وہ بے چاری وہیں پاس پڑی کرسی پر ٹک گئی۔ ایسا پہلی
بار ہوا تھا کہ وہ یوں اس کے ساتھ ناشتہ کرنے لگی
تھی۔ اس کے خوف سے اور ڈانٹ سے بچنے کے
لیے وہ چیزوں کو بڑی احتیاط سے استعمال کر رہی
تھی۔ عدیل نے دزدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا
اور اسے اتنے انداز میں ناشتہ کرتے دیکھ کر
ہلکے سے مسکرا دیا۔ فیروزی رنگ کے لان والے
سوٹ اور دوپٹے میں وہ بڑی تروتازہ اور کھلی
کھلی سی لگ رہی تھی۔ بالوں کی شریر لٹیں اس
کے رخساروں کے گرد کسی رقص کا سا سماں پیش کر
رہی تھیں۔ چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں
تھے۔ ایک صرف وہی نہیں امبر، عمران اور شاذان
بھی اس کے رعب و دبدبے اور سنجیدگی کی بنا پر
اس سے خائف سے رہتے تھے۔ پہلے تو نہ وہ اس
قدر بارعب تھا اور نہ ہی اتنا سنجیدہ تھا۔ جیسے اب
تھا یہ دو سال پہلے کی بات تھی جب وہ ایم ایس سی
فائنل ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا وہ انتہائی خوش اخلاق اور
خوش مزاج ہوا کرتا تھا۔ وہ دن اگرچہ ایک عام سا
دن تھا مگر اس کے ذہن پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو کر
رہ گیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا بڑے تو سب سو رہے
تھے مگر عمران، شاذان اور ماہ رخ بڑے مزے سے
کیرم کھیل رہے تھے۔
"عمران تم چیٹنگ کر رہے ہو۔" ماہ رخ نے
فوراً اس کی حرکت کا نوٹس لیا۔
"جناب میں بالکل ٹھیک کھیل رہا ہوں بس
تمہیں ہی کھیلنا نہیں آتا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔
"مجھے تم سے زیادہ اچھا کیوں کرتی ہو۔" وہ
الزام اس کے سر رکھ کر بڑے مزے سے بولا۔
"کیا؟ کیا تمہارا مطلب ہے میں چیٹنگ کرتی
ہوں۔" وہ غصے سے بولی۔
"جی ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں کیوں
شاذان؟" اس نے شاذان کو بھی اپنے ساتھ ملانا
چاہا۔

"وہ بھی مجھے نہیں پتہ۔" اس نے اپنا دامن [illegible] بچاؤ۔"

"ہوں پتا معلوم ہوا میں جانتا ہوں کیسے۔"

"[illegible] میرا اب میں تمہارے ساتھ اچھی طرح کھیلوں گی۔" اس [illegible] مجھے [illegible] تم نے کیوں خراب کی ہے؟" وہ غصے سے [illegible] ہو کر اس کی جانب مارنے کے لیے بڑھا تو وہ ڈر کر اسی [illegible] بھاگ کر اندر [illegible] میں گھس کر [illegible] واویلا کرنا [illegible]۔

"کیا ہوا ماہ رخ کیا بات ہے؟" عدیل جو کرسی پر بیٹھا کتاب پڑھنے میں مشغول تھا [illegible] کی آواز پر چونک پڑا اور [illegible] اس کے پاس آ گیا۔

"وہ ۔۔۔ عدیل بھائی عمران مارنے آ رہا ہے۔" وہ بے ساختہ خوفزدہ انداز میں اس کے کندھے سے آ لگی۔ عدیل کے وجود میں جیسے برقی رو سی دوڑ گئی تھی وہ اس کے اس قدر قریب کھڑی تھی کہ وہ اس کی سانسوں کے زیر و بم کو با آسانی محسوس کر سکتا تھا۔ صورت حال واقعی اس کی سوچ و سمجھ سے باہر تھی مگر وہ سر سے ہی خود پر قابو پا کر اسے سخت اشتعال بھری نظروں سے دیکھا اور اسے جھٹکے سے پیچھے ہٹا کر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔

"کیا بدتمیزی ہے، عمران تمہیں مارنے آ رہا ہے یا تمہاری جان لینے۔ آئندہ اگر میں نے تمہیں بھاگتے دیکھا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ سمجھیں تم اور اب جاؤ یہاں سے۔" وہ غصے سے سرخ ہوتے چہرے سے گھورتا ہوا چلا کر بولا اور وہ جا [illegible] بائیں گال پر ہاتھ رکھے ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے سخت سست کہنے پر آنکھوں میں آنسو بھرے باہر نکل گئی۔ عمران جو اس کے بھاگ جانے سے وہیں کھڑا زور زور سے ہنس رہا تھا اسے روتی ہوئی آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"ماہ رخ کیا ہوا ہے؟" وہ اس کے پاس آ کر تشویش سے بولا۔

"آپی کیا ہوا ہے؟" شاذان نے بھی پوچھا۔

"عدیل بھائی نے تھپڑ مارا ہے۔" [illegible] گلے میں جھولتے [illegible] آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں انہوں نے مارا ہے؟" [illegible] غصہ [illegible] ہو کر بولا۔

"وہ [illegible] تمہاری وجہ سے انہوں نے مجھے مارا ہے [illegible] آئندہ میں تمہارے ساتھ نہیں کھیلوں گی۔" وہ غصے سے [illegible] اپنے کمرے میں چلی گئی [illegible] تھا۔

عدیل اپنے کمرے میں [illegible] اسے افسوس تو تھا [illegible] وہ اسے اپنی معصومیت کی بنا پر اچھی [illegible] تھی کہ اسے [illegible] بھی کسی [illegible] وجہ [illegible] توجہ نہیں دی [illegible] کسی یونیورسٹی میں بھی [illegible] لڑکیوں کے ساتھ ریزرو سا رہتا تھا [illegible] کرتا تھا اس لحاظ سے وہ اسے اپنی امانت [illegible] اس کا خیال تھا وہ مناسب وقت دیکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کرے گا مگر آج اس نے [illegible] بے وقوفی اور نا سمجھی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔ وہ اس کا [illegible] شروع سے اس گھر میں رہتا تھا اس کی طبیعت [illegible] مزاج سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ وہ اسے [illegible] سمجھتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی [illegible] نا سمجھی اور معصومیت سے مغلوب ہو [illegible] اس کے ساتھ انتہائی سختی سے پیش آیا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ آئندہ کبھی ایسی [illegible] نہیں کرے گی۔ یہی سوچ کر وہ [illegible] لیتے ہوئے مسکرا دیا۔ پھر اس دن کے بعد [illegible] ساتھ اس کا رویہ خاصا سخت ہوتا چلا گیا [illegible] لپیٹ میں امبر، عمران اور شاذان بھی آ گئے [illegible] اتنا نرم مزاج تھا اور اب سخت مزاج ہو گیا تھا۔ بات بات پر اسے ڈانٹ دیتا اور وہ چپ [illegible]

اس کی ڈانٹ سنتی چلی جاتی۔ امی سے کہتی تو وہ الٹا اسے ڈانٹ کر رکھ دیتیں جبکہ تائی امی اسے بہت اچھی لگتی تھیں مگر ماہ رخ کو بھی اچھا نہیں لگا کہ وہ عدیل بھائی کی تائی امی سے شکایت لگائے۔ وہ سب ہی حیران تھے کہ عدیل بھائی بدل سے کیوں گئے ہیں۔

عدیل ایگزام سے فارغ ہوا تو ابو کے ساتھ آفس جانے لگا۔ ماہ رخ اب اے کی کلاسز اٹینڈ کر چکی تھی۔ وہ بی اے کی اسٹوڈنٹ تھی اس کی موجودگی میں وہ سب انجوائے کر بیٹھ جاتے تھے اور خاص طور پر وہ ہراساں سی ہو جاتی تھی۔ اس کی ہراساں سی صورت دیکھ کر وہ محظوظ سا ہوتا اس کے سخت اور سرد رویے کے باعث اس کے انداز میں خاصی کمی آگئی تھی۔ اس وقت بھی اس کے سامنے بیٹھی گھبرائے ہوئے انداز میں ناشتہ کر رہی تھی۔ اس کی گھبرائی گھبرائی صورت اس کے ہاتھوں کی لرزش اس کی بے بسی ظاہر کرتی اس کے من میں ہلچل مچا رہی تھیں۔ یکدم وہ تیزی سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"ارے انہیں کیا ہوا ہے؟ یوں ناشتہ کیوں چھوڑ کر چلے گئے ہیں؟" وہ حیران سی رہ گئی پھر شانے اچکا کر آرام سے ہی ہو کر ناشتہ کرنے لگی۔

عدیل اپنے کمرے میں بے قراری سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا اب امی سے ماہ رخ کے لیے بات کرے اب تو وہ تعلیم سے بھی فارغ ہو چکی تھی اور اس کا مزید آگے پڑھنے کا بھی ارادہ نہیں تھا۔

"یہی صحیح وقت ہے امی سے اپنی خواہش کا اظہار کر دوں۔" یہ سوچ کر وہ انتہائی ہلکا پھلکا ہو گیا اور اٹھ کر ان کے کمرے میں آگیا۔

"تم اٹھ گئے ہو؟" تائی امی نے دیکھتے ہی کہا۔

"کب سے اٹھا ہوں اور ناشتہ بھی کر چکا ہوں امی مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ جلدی سے بولا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"ہاں کہو بیٹا۔" تائی امی اس کے انداز پر حیران سی ہو گئیں۔

"آپ خفا تو نہیں ہوں گی؟" وہ جھجک سا گیا۔

"تم میرے بیٹے ہو مجھے یقین ہے تم ایسی بات نہیں کرو گے جس سے میں ناراض ہو جاؤں۔" تائی امی مسکرا دیں۔ وہ چند لمحے خاموش سا رہا۔

"عدیل بیٹے کیا بات ہے؟" وہ پریشان سی ہو گئیں۔

"امی آپ ماہ رخ کو چچی جان سے مانگ لیں۔" وہ دھیمے سے لہجے میں بولا۔

"امی آپ کو میری بات پسند نہیں آئی؟" وہ انہیں خاموش دیکھ کر مایوس سا ہو گیا۔

"نہیں بیٹا میں تو یہ سوچ رہی ہوں تم نے یہ بات کہنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے؟" وہ مسکرا کر بولیں۔

"گویا آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے؟" وہ خوش دلی سے بولا۔

"اعتراض کیسا؟ ماہ رخ تو مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ میرا تو شروع سے یہی خیال تھا۔" انہوں نے انکشاف کیا۔

"اچھا۔" وہ حیرت سے ہنس پڑا۔

"بیٹا میں تمہاری ماں ہوں اگر یہ بات تم مجھ سے نہ بھی کہتے تو بھی میں ماہ رخ کو ضرور مانگ لیتی۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"او کے امی میں آفس جا رہا ہوں شام تک آ جاؤں گا۔" وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔

امی جو صبح سے ماہ رخ کی بات سن کر پریشان سی تھیں بھابھی کی بات سن کر چونک پڑیں۔

"بھابھی آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" خوشی کے مارے کچھ لمحے وہ بول نہ پائیں۔

"زرقا میری تو ہمیشہ سے یہی خواہش تھی کہ ماہ رخ میری بیٹی بنے اور اب عدیل نے خود اس خواہش کا اظہار کیا ہے۔" انہوں نے بتایا۔

"بھابھی ماہ رخ آپ کی بیٹی ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" خوشی ان سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔

"تو ٹھیک ہے ابھی ہم منگنی کر دیتے ہیں پھر امبر جب فارغ ہو گی اس کے ساتھ ماہ رخ کی شادی کی تاریخ رکھ لیں گے۔" انہوں نے مشورہ دیا۔
امبر کی بات ان کے بڑے بھائی فیاض کے بیٹے شکیل فیاض سے طے تھی جو ڈاکٹری کے پیشے سے منسلک تھا۔
شام تک یہ زبردست خبر پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔ امبر اور عمران اسے مستقل چھیڑے جا رہے تھے۔ جبکہ وہ حیران اور پریشان سی بیٹھی تھی۔ اسے حیرانی تھی کہ امی نے اس سے پوچھے بغیر ہی یہ رشتہ طے کر دیا تھا۔
"بھلا میرا اور ان کا کیا جوڑ وہ اس قدر غصے والے ہیں ہر وقت مجھے ڈانٹتے ہی رہا کریں گے۔ امی بھی بس حد کرتی ہیں۔" اسے غصہ آ رہا تھا۔
"عدیل بھائی تو بڑے غصے والے ہیں۔ ماہ رخ بیچاری تو کسی دن ان کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی۔" عمران نے شوخی سے اسے دیکھتے ہوئے چھیڑا۔
"تم اپنی بکواس بند رکھو۔" وہ دہل کر بولی۔ جو سوچ رہی تھی وہی عمران نے بھی کہہ دیا تھا۔
"ماہ رخ بھائی ہے مذاق ہی تو کر رہا ہے۔" امبر اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جبکہ وہ کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔
"لگتا ہے امی کو میری زندگی عزیز نہیں ہے۔" وہ غصے سے ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ امی کے کمرے میں تھی۔
"کیا بات ہے ماہ رخ؟" امی نے اسے مسلسل خاموش بیٹھے دیکھ کر پوچھ لیا۔
"امی یہ آپ نے کیسا فیصلہ کیا ہے؟" بالآخر وہ بول پڑی۔
"کونسا فیصلہ؟" پل بھر کو وہ سمجھ نہیں پائیں۔
"میرے اور عدیل بھائی کے بارے میں۔" وہ جھجک کر بولی۔
"تمہیں کیا اعتراض ہے اس فیصلے پر؟" انہوں نے ناگواری سے پوچھا۔
"آپ جانتی نہیں ہیں کہ وہ مجھے کتنا ڈانٹتے ہیں غصہ تو ہر وقت ناک پر دھرا رہتا ہے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔
"دیکھو ماہ رخ عدیل بہت اچھا لڑکا ہے پڑھا لکھا ہے۔ دوسرے سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے گھر کا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔" انہوں نے پیار سے سمجھایا۔
"مگر امی وہ۔"
"وہ اتنے غصے والا نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو بڑے جو فیصلہ کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں تم ابھی نا سمجھ ہو اس بات کو نہیں سمجھ سکتیں جاؤ شاباش مجھے تنگ نہ کرو۔" انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے اچھا خاصا سمجھا بھی دیا مگر وہ منہ بناتی وہاں سے اٹھ گئی۔
"امی کو تو مجھ سے محبت ہی نہیں ہے انہیں تو بس عمران اور شازان اچھے لگتے ہیں ٹھیک ہے اگر انہیں میری پرواہ نہیں ہے تو جو ہوتا ہے ہو جائے مجھے بھی پرواہ نہیں ہے۔ انہیں بعد میں پتا چلے گا عدیل بھائی کتنے سنگدل ہیں۔" وہ اپنے کمرے میں تکیہ بھینچ کر بڑبڑانے لگی۔

چند دن بعد ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کر کے دونوں کی منگنی کر دی گئی۔
"واہ میرے مولا آگ اور پانی کا ملاپ ہوا ہے۔" عمران نے چھیڑتے ہوئے کہا۔
"آگ اور پانی نہیں، شعلہ اور شبنم کہو۔" امبر بھی چھیڑنے لگی۔
"تم دونوں اپنی بکواس بند نہیں رکھ سکتے۔" وہ یکدم چیخ کر بولی۔
"لو وہ تو ابھی منگنی کو صرف ایک دن ہوا ہے اور اس لڑکی کی زبان دیکھو ذرا۔" عمران نے کانوں کو چھوتے ہوئے کہا۔
"واقعی ماہ رخ یہ تم ہو نا؟" امبر نے بھی حیرانی سے آنکھیں پھاڑیں۔ وہ جو ٹی وی دیکھنے کے لیے بیٹھی ہوئی تھی پاؤں پٹختی ہوئی اٹھ کر چلی گئی اور وہ دونوں ہنس پڑے۔

"ملا رخ! تم ابھی تک خفا ہو؟" تھوڑی دیر بعد عبیر بھی چلی آئی۔

"خفا نہیں۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"دیکھو ملا رخ! اتنا تو ہم سب ہی جانتے ہیں بھائی ہمیشہ سے ایسے نہیں تھے بس کچھ عرصہ سے ہی وہ ایسے فیصلے ہونے لگے ہیں۔ مجھے یقین ہے وہ ہمیشہ ایسے نہیں رہیں گے تم اس وقت کا انتظار تو کرو۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے ایسے وقت کا انتظار کرنے کی ہونہہ۔" وہ جھلا کر بولی۔

"تو پھر بھائی پر اعتبار کر کے دیکھو وہ آنے والے وقت میں تمہارے دامن میں مسکراہٹوں کے پھول ہی پھول ڈالیں گے۔" وہ شوخی سے کہتے ہوئے مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔

عدیل بے انتہا خوش تھا من کی مراد مل جائے تو شاید یونہی خوشی ہوتی ہے۔ فطری طور پر وہ خوش مزاج سا تھا جس کے لئے بدل گیا تھا اب اسے خود سے منسوب پا کر بے انتہا مطمئن و مسرور تھا۔

"عدیل بھائی آپ کچھ بدل سے نہیں گئے؟" وہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب عمران نے اس کے مزاج کے پیش نظر ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اچھا وہ کیسے؟" وہ خوشدلی سے بولا۔

"بس آپ پہلے سے زیادہ اپنے اپنے سے لگ رہے ہیں۔" وہ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"اچھا۔" وہ جھینپ کر ہنس دیا۔

"سچ بھائی آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں ہنستے مسکراتے رہا کریں۔" وہ جھٹ بولا وہ بھی مسکرا کر رہ گیا جس کے لئے اس کے ہونٹوں پر ہنسی بار بار بج رہی تھی وہ جانے کہاں تھی دو دن سے اس کی صورت ہی نہیں دیکھی تھی منگنی کے بعد وہ اسے دیکھ نہیں پایا تھا جبکہ وہ اس کی صورت دیکھنا چاہتا تھا وہ اس کی گھبرائی گھبرائی سہمی سہمی صورت کا منتظر تھا وہ یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ اس کے لبوں پر اب عدیل بھائی آتا ہے یا نہیں مگر وہ تو یوں غائب تھی جیسے اس گھر میں اس کا وجود ہی نہ ہو مگر ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس سے چھپی رہے۔ آخر کب تک وہ منظر سے غائب رہے گی۔ یہ سوچ کر وہ دل میں مسکرا دیا۔

آج چھٹی تھی سب ابھی سو رہے تھے مگر وہ جلدی سے اٹھ گئی تھی۔ منہ ہاتھ دھو کر بالوں میں برش کر کے باہر لان میں آ گئی۔ کرسی پر بیٹھ کر اخبار دیکھ رہی تھی۔ عدیل نے باہر آتے ہوئے اسے دیکھا تو بے اختیار دل دھڑک گیا۔ پھر مسکراتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"ہیلو کیا ہو رہا ہے؟" اتنی خاموشی میں وہ بھاری و سنجیدہ سی آواز پر خوفزدہ سی ہو کر اچھل پڑی۔ اخبار چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

"ارے تم ڈر گئی تھیں؟" عدیل مسکراتے ہوئے سامنے آ بیٹھا جبکہ وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔ منہ بنا کر اسے دیکھا پھر اخبار اٹھا کر چہرے کے سامنے پھیلا لیا۔

"آج تم اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی ہو؟" وہ چھیڑتے ہوئے بولا۔

"میں روز جلدی اٹھتی ہوں۔" اخبار کے پیچھے سے جتا کر کہا گیا۔

"اچھا کب سے؟" وہ مسکرا دیا وہ دن بھی یاد آ گیا تھا جب اس کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھی تھی۔

"پتہ نہیں۔" اس نے بے نیازی سے کہا۔

"بھئی ملا رخ بتاؤ نا۔" وہ نرمی سے بولا۔

"عدیل بھائی پہلے تو اتنی باتیں نہیں کرتے تھے۔" وہ حیرت سے سوچ کر رہ گئی۔

"ملا رخ۔" وہ ہلکے سے پکارا۔

"جی عدیل بھائی۔" اس نے اخبار ہٹا کر بے ساختہ اسے دیکھا۔ پھر اپنے ہی لفظوں پر پشیمان سی ہو گئی۔ جبکہ وہ مسکرانے لگا تھا۔

"ملا رخ تم خوش ہو ناں؟" عدیل نے بڑی چاہ سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی کس پر؟" وہ نظریں جھکا کر بولی۔

"اس رشتے پر۔" وہ مسکرایا۔

"پتا نہیں۔" اس نے بے ساختہ نظریں چرا

"ہو تم دوبارہ گرم کر دیتا۔" وہ مسکرایا۔

"کیا تم مجھے باہر جانے دیں۔" وہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا اسے بہت شرم آ رہی تھی۔ دھڑکنوں میں الگ شور برپا تھا۔

"پھر ہاتھ کہاں آئی ہو؟ مجھے تو ابھی کہنا ہے جو کہنا ہے۔" وہ شوخی سے بولا اور ذرا سا قریب آیا۔ وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی اور باہر جانے لگی تو وہ پھر سامنے آ کھڑا ہوا۔

"میں نے آپ سے کہا ہے نا مجھے باہر جانے دیں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"ماہ رخ۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی۔" وہ بڑا ناراضگی سے بولی تو وہ ششدر سا اس کی صورت دیکھنے لگا پھر انتہائی سنجیدگی سے پیچھے ہٹ گیا اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ اپنے کمرے میں آ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

"کہیں میں نے ان کی بات نہ سن کر برا تو نہیں کیا؟" وہ پھر کو وہ ملال میں گھر گئی۔ "لیکن یہ بھی تو کوئی اچھی بات نہیں تھی کہ وہ مجھے یوں روک لیتے اگر کوئی اور سے آ جاتا پھر۔ عدیل کو تو ایسی باتوں کا احساس نہیں ہے۔ پتا نہیں اتنے [illegible]"

اگلے دن عدیل تائی امی کے سامنے بیٹھا تھا۔

"عدیل تم کیسی بات کر رہے ہو بیٹا ابھی امبر فارغ نہیں ہوئی ہے۔ تب وہ فارغ ہو گی اس کے ساتھ ہی ماہ رخ کی بھی شادی ہو گی تمہیں اس قدر جلدی کیوں ہے؟" تائی جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"امی میں صرف نکاح کی بات کر رہا ہوں بس آپ ہمارا نکاح کر دیجئے۔" وہ اپنی بات پر قائم رہا۔

"پتا نہیں کیا تمہارے دماغ میں سما گیا ہے ٹھیک ہے میں بھائی اور زرقا سے بات کر لوں پھر کچھ کہوں گی۔" انہوں نے نیم رضامندی سے کہا تو وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔ پھر تائی جان نے امی سے بات کی تو وہ حیران رہ گئیں۔ پھر مسکرا کر رہ گئیں۔ ابو اور تایا جان سے بھی مشورہ لیا گیا انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ یوں عدیل کی ضد کے آگے ٹھیک دو دن بعد نکاح کی رسم رکھ دی گئی۔

"ارے اس گھر میں اتنا بڑا واقعہ رونما ہونے والا ہے اور ہمیں خبر ہی نہیں ہے۔" امبر نہایت حیرت اور مسرت سے چلا کر بولی۔

"اس میں چلانے کی کیا بات ہے؟" ماہ رخ نے منہ بنا کر کہا۔

"تو گویا تم بہت خوش ہو۔" امبر نے شرارت سے کہا۔

"مجھے تو حیرت ہے انہیں بیٹھے بٹھائے نکاح کی کیا سوجھی ہے۔" ماہ رخ کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی کل وہ اس سے جانے کیا کہنا چاہ رہا تھا اور آج یہ خبر سننے کو ملی تھی۔

"پتا نہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے اس قدر جلدی کیوں ہے انہیں۔" وہ سوچ رہی تھی اور کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ سرخ بھاری شرارہ سوٹ میں وہ امبر کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر آ رہی تھی۔ عدیل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو مبہوت سا رہ گیا وہ نادان اور معصوم سی لڑکی اس روپ میں کیسا غضب ڈھا رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے نظریں ہٹا لیں۔ امبر نے صوفے پر اسے عدیل کے ساتھ بٹھا دیا چونکہ نکاح ہو چکا تھا اب اس کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ عمران فوراً تصویریں کھینچنے لگا۔ مووی میکر نے بھی اپنا کیمرہ سنبھال لیا تھا۔ مووی بنانے کا اصرار عمران کی جانب سے ہوا تھا۔ بقول اس کے۔

"بھئی رسم نکاح کی مووی کا اپنا ہی لطف ہو گا ایسے یادگار لمحوں کو کیمرے کی آنکھ میں بند نہ کرنا زیادتی ہو گی۔" اس نے شریر سی نظروں سے عدیل کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے یار تمہاری فرمائش سر آنکھوں پر۔" عدیل نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا تھا۔ لان میں سب مہمانوں کے لئے کھانے کا بڑا خوبصورت انتظام کیا گیا تھا۔ وہ سب کھانے کے لئے چلے گئے امبر ماہ رخ کو اٹھا کر کمرے میں لے آئی۔

"تمسکنت کا اس جھنجھٹ سے تو نجات ملی۔" بیڈ پر بیٹھ کر اس نے دوپٹہ سر سے سرکا دیا۔

"ماہ رخ تم آج اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ بس کیا بتاؤں۔" امبر نے شوخی سے کہا۔

"کتنی بار کہو گی۔" وہ بیزار ہو کر بولی۔

"جب تک تم چینج نہیں کر لیتیں اور میک اپ صاف نہیں کر لیتیں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"گویا تمہارا مطلب ہے بعد میں، میں بری لگوں گی۔" وہ اسے گھورنے لگی۔

"میں ایسا کہہ سکتی ہوں بھلا میری توبہ۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔ ماہ رخ کو ہنسی آ گئی۔

"او ہو یہاں خوب ریسٹ کیا جا رہا ہے۔" نبیلہ دروازہ کھول کر اندر آ گئی وہ امبر کے بڑے ماموں کی بیٹی تھی۔

"ریسٹ کرنے کا خیال تھا مگر اب ایسا مشکل نظر آ رہا ہے۔" ماہ رخ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"ابھی تم ضرور ریسٹ کرو میں تو خدا حافظ کہنے آئی تھی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تم لوگ جا رہے ہو؟" امبر نے حیرانی سے کہا۔

"دلہن کے رخصت ہونے کے بعد مہمان بھی رخصت ہو جاتے ہیں۔" وہ ہنسی۔

"مگر میں تو رخصت نہیں ہوئی ہوں۔" ماہ رخ برا مان کر بولی۔

"او ہو تو اس بات کا غم ہے امبر پھوپھو نے غلطی کی انہیں چاہیے تھا ماہ رخ کی رخصتی آج کرا ہی دیتیں۔" وہ چھیڑنے لگی جبکہ وہ غصے سے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

"یار بہت تم نے اسے بہت تنگ کر لیا ہے اب نہ کچھ کہنا۔" امبر نے مسکراتے ہوئے منع کیا۔

"تمہارا اس گھر سے رخصت ہونے کا کب ارادہ ہے؟" نبیلہ نے اب اسے گرفت میں لے لیا۔

"جب تم اس گھر سے رخصت ہو جاؤ گی۔" وہ برجستہ بولی۔

"مگر تو کیا تم اس انتظار میں ہو کہ میں امی کو ان کی ہونے والی بہو کے خیالات سے تنگ کرتی ہوں۔" وہ یکدم سنجیدہ ہو گئی۔

"نبیلہ میں تو محض مذاق کر رہی تھی۔" امبر پریشان ہو گئی۔

"تو میں کب سیریس ہوں۔" وہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی تو امبر سکون کا سانس لے کر مسکرا دی۔

وہی روٹین تھی، وہی اس کی فراغت، امبر یونیورسٹی چلی جاتی، عمران کالج اور شہزادہ سکول چلا جاتا۔ ملازمہ بھی صفائی کر کے چلی جاتی۔ امی اور ابی کے ساتھ وہ کب تک گفتگو کرتی رہتی جلد ہی بور ہو کر اٹھ جاتی۔

اس شام وہ لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے جب عدیل کی گاڑی گیٹ سے اندر آئی تو بے ساختہ اس کا دل دھڑک اٹھا مگر بظاہر سنجیدگی سے چائے پینے میں مصروف رہی۔

"آج کہیں باہر جانے کو دل چاہتا ہے۔" امبر نے کہا۔

"تو چلی جاؤ باہر تمہیں کسی نے روکا تو نہیں ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"آئس کریم کھانے چلیں۔" عمران نے مشورہ دیا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" امبر نے سر ہلایا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔

"تم ہمیشہ رنگ میں بھنگ ڈالا کرو۔" عمران نے منہ بنا کر کہا تو وہ ہنس پڑیں۔

"کیا ہو رہا ہے۔" عدیل ان کے پاس آ رکا۔

"کچھ بھی نہیں بھائی یونہی بیٹھے ہیں۔" امبر نے جلدی سے کہا۔

"ماہ رخ میرے لئے چائے لے کر آؤ۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا اور اندر چلا گیا اس کی تو گویا جان ہی نکل گئی تھی۔

"امبر تم چائے دے آؤ۔" اس نے ملتجی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ایسے ہی بھائی نے تمہیں کہا تم جاؤ۔" اس نے فوراً انکار کر دیا۔ اور تبل کی آواز پر عمران اٹھ کر چلا گیا۔

"تمہارے میاں نے تمہیں حکم دیا ہے اب تم پر فرض ہے ان کا کہا مانو۔" امبر نے مسکرا کر چھیڑا تو وہ مجبوراً چائے لے کر اس کے کمرے تک آگئی۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا اس لئے وہ اندر آگئی۔ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے ٹیبل پر کپ رکھا اور جانے کے لئے مڑ گئی۔

"ٹھہرو۔" اس کی آواز پر وہ یک لخت رک گئی۔

"جی کیا بات ہے۔" کچھ دیر خاموشی رہی تو اس نے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیسی ہو تم؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"جی ٹھیک ہوں۔" وہ الجھن آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"روزانہ ہی تو دیکھتے ہیں پھر بھلا یہ سوال کرنے کی کیا بات ہے؟" اس نے سوچا۔ اس کی خاموشی پر اس نے پھر جانے کے لئے قدم اٹھایا۔

"میں نے تمہیں جانے کو نہیں کہا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"آخر آپ نے کہنا کیا ہے؟" وہ جھنجلا کر بولی۔

"میں نے جب کہنا تھا کچھ تب کہہ نہیں سکا اب مجھے کچھ نہیں کہنا۔" وہ بڑے اطمینان سے چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں کپ خالی بھی کر دیا۔ مگر یونہی خاموش بیٹھا رہا۔

"جب آپ نے کچھ نہیں کہنا تو مجھے جانے دیں۔" اس کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"کیا ضروری ہے کہ جب ہم نے کسی سے کچھ کہنا ہو تو تب ہی دوسرے کے پاس آئیں۔" وہ اٹھ کر اس کے مقابل آگیا۔ ماہ رخ نے اس کو دیکھا۔ وہ انتہائی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے بے اختیار گھبراہٹ سی ہونے لگی باہر جانے

ایف اے، ایف ایس سی
کے
امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کیلئے
اپنے جانے پہچانے اور آزمودہ
درسی
ماڈل ٹیسٹ
پیپرز
کا مطالعہ کیجئے
اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب کریں
یا
براہ راست ہمیں لکھیں
درسی کتب خانہ چوک اردو بازار
منی آرڈر نمبر۔

کے لیے پھر قدم اٹھائے تو عدیل نے سختی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"میں نے تمہیں ابھی باہر جانے کے لیے نہیں کہا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"آخر آپ نے مجھے یہاں کیوں روک رکھا ہے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

عدیل نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا اور خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ ماہ رخ کو اس کے دیکھنے سے سخت شرم آ رہی تھی اس نے اپنی نگاہیں جھکا لی تھیں۔ عدیل کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ سامنے پڑا پیپر اٹھا کر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

"کیا میں اب جاؤں؟" اس نے بڑی ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ لہجے میں بھی التجا تھی۔

"نہیں۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس کا انکار سن کر اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ ڈالے۔

"ماہ رخ میرا تم سے کیا رشتہ ہے؟" عدیل نے پیپر سے نگاہیں ہٹائے بغیر اس سے پوچھا۔

"جی کیا مطلب؟" وہ اس کے سوال پر حیران رہ گئی۔

"اب اتنی سی بات کا بھی مطلب میں بتاؤں۔" وہ طنزیہ ہنسا جبکہ وہ خاموش رہی۔

"اچھا یہ بتاؤ تمہارا مجھ سے کیا رشتہ ہے؟" وہ دوبارہ سوال کر کے خاموش ہوا تو وہ الجھ سی گئی۔ بھلا یہ مجھ سے ایسے سوال و جواب کیوں کر رہے ہیں؟

"میں نے کچھ پوچھا ہے ماہ رخ۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"پتا نہیں۔" اس نے بیزاری سے کہا۔

"چلو یہ بتاؤ ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے۔" اب اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور سوال کا انداز بدل کر پوچھا۔

"مجھے نہیں پتا۔" وہ دوبارہ بیزار سے لہجے میں بولی۔

"تم بتانا نہیں چاہتیں؟" وہ بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"آپ نے کیا مجھے اس سوال و جواب کے لیے کھڑا کر رکھا ہے؟" "آپ [illegible]"

"نہیں اس لیے تو نہیں۔" وہ [illegible]

"میں جا رہی ہوں۔" وہ جھٹکے سے مڑی۔

"اگر تم باہر گئیں تو میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔" اس نے [illegible] اور وہ اپنی جگہ پر رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کیا چاہتے ہیں میں ساری رات یہاں کھڑی رہوں۔" اس نے [illegible] سے پوچھا۔

"کیا حرج ہے؟" وہ لاپرواہی سے [illegible] وہ حیرت سے اپنی جگہ جم کر رہ گئی۔ اسے [illegible] عزت کا خیال تھا نہ ہی اس کا خیال [illegible] پہلے بھی اس کی ہر بات مان لیتی تھی اور اب۔ اب تو رشتہ ہی دوسرا تھا۔ وہ کیا کرتی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رونا شروع کر دیا۔ اسے عدیل کے رویے سے دکھ پہنچا تھا اس کا [illegible] تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ عدیل نے اسے روتے دیکھا مگر بے حس بنا بیٹھا رہا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہلکی ہلکی سسکیاں بھر رہی تھی۔ ایک آنسو بھی تو [illegible] اس کا بس چلتا تھا۔ دروازے پر آہٹ ہوئی اور تائی جان اندر آ گئیں۔ عدیل انہیں دیکھ کر [illegible] کھڑا ہو گیا۔ [illegible]

"ماہ رخ [illegible]" [illegible] اور کمرے کے اندر [illegible] کھڑے اور روتے دیکھ [illegible]

"ماہ رخ کیا ہوا ہے؟" تائی جان نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر پوچھا۔

"ان سے پوچھیں۔" اس نے خاموش کھڑے عدیل کی جانب اشارہ کیا جبکہ وہ بوکھلا کر رہ گیا۔

"تم نے اسے کیا کہا ہے؟" تائی جان نے سخت نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں کہا میں نے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"پھر یہ رو کیوں رہی ہے؟" انہوں نے حیرانی سے کہا۔

"مجھے نہیں پتہ۔" اس نے شانے اچکائے۔

"تائی امی یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ مجھے کمرے سے باہر نہیں جانے دے رہے تھے۔" اس نے شکایت کرتے ہوئے کہا اور دوپٹے سے بھیگا ہوا چہرہ صاف کرنے لگی۔

"کیوں عدیل یہ سچ ہے؟" انہوں نے کڑی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"امی میں نے چائے منگوائی تھی اور پھر اسے تھوڑی دیر کے لئے روک لیا تھا۔" اس نے نظریں چرا کر کہا۔

"ماہ رخ تم واش روم سے منہ ہاتھ دھو کر اور چہرہ صاف کر کے آؤ۔" تائی جان نے اسے کہا تو وہ اس کے واش روم میں چلی گئی۔

"مجھے افسوس ہے عدیل بیٹے کہ تم نے ایسی حرکت کی ہے۔" تائی امی نے اس کی طرف ملال بھری نظروں سے دیکھا۔

"امی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ بس اسے تھوڑی دیر کے لئے کھڑا ہی کیا تھا۔" وہ سخت شرمندگی سے بولا۔

"تو کیا یہ اچھی بات تھی؟" انہوں نے غصے سے کہا۔ ماہ رخ آگئی تو وہ اسے لے کر کمرے سے باہر آگئیں۔

"ماہ رخ تم اپنے کمرے میں جاؤ، کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔" انہوں نے رک کر کہا تو وہ سر ہلا کر اپنے کمرے میں آگئی اور اس صورت حال پر دوبارہ سے غور کرنے لگی۔ عدیل کا رویہ اس کے لئے انتہائی حیران کن تھا۔

"آخر وہ کیوں اسے وہاں کھڑے رکھنا چاہتا تھا آخر اس کا کیا مقصد تھا؟" وہ حیرانی سے سوچ رہی تھی مگر اس سوال کا جواب کہاں سے ملتا اس نے سر جھٹک دیا۔

اگلے دن جو خبر اس نے سنی تھی انتہائی حیران کن تھی۔

"امبر یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟" اسے اپنی سماعتوں پر دھوکہ سا محسوس ہوا تو دوبارہ اس سے پوچھ لیا۔

"دوبارہ سننا چاہتی ہیں محترمہ تو سنئے ایک ہفتے بعد آپ کی رخصتی کی تاریخ رکھ دی گئی ہے۔"

"مگر کیوں؟" وہ الجھ کر بولی۔

"کیوں سے کیا مراد ہے۔" امبر نے غور سے اسے دیکھا۔

"مگر ایسا تو تب ہوتا نا جب تمہاری شادی کی تاریخ طے ہوتی۔"

"ارے اپنے ایسے نصیب کہاں۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

"امبر آخر ایسا کیا ہو رہا ہے؟" وہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن جو بھی ہو رہا ہے اچھا ہی ہو رہا ہے۔" وہ مسکرانے لگی۔ وہ اٹھ کر امی کے پاس آگئی۔ وہ بیڈ پر چند جوڑے پھیلائے بیٹھی رابعہ سے پیکنگ کروا رہی تھیں۔

"امی یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ امی کے پاس بیٹھ کر ہلکی سی آواز میں بولی۔

"بھئی کیا؟" امی نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"امی یہ سب اتنی جلدی کیوں ہو رہا ہے؟" وہ حیرانی سے بولی۔

"بیٹا تمہاری تائی امی کو ہی جلدی ہے۔" امی نے مسکرا کر کہا۔

"جی تائی امی کو؟" وہ ہونق سی ہو کر ان کی صورت دیکھنے لگی۔

"تم رات کو دودھ پی کر سوئی تھیں؟" امی نے یکدم اس سے پوچھا۔

"نہیں آپ جانتی تو ہیں۔"

"اپنا رنگ دیکھو کیسا پیلا پڑا ہوا ہے۔ دودھ پی کر سویا کرو۔" امی نے ڈانٹا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ وہاں سے بھی اٹھ گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا کل تک ایسی کسی بات کا امکان بھی نہیں تھا لیکن آج۔ اور پھر جب اس کی رخصتی کا دن طے ہو گیا اس نے عدیل کی صورت تک نہیں دیکھی تھی جانے وہ کہاں رہتا تھا کہ گھر پہ اسے نظر ہی

نہیں آ رہا تھا۔ عمران اور ابیر مستقل اسے چھیڑے جا رہے تھے۔

"بعض ایسی شادی نہ پہلے دیکھی نہ سنی۔ پہلے منگنی ہوئی پھر کچھ ہی دنوں نکاح پھر فوراً" رخصتی ہو گئی تھی۔" ابیر اس کی جانب جھک کر شرارت سے کہہ رہی تھی۔ ماہ رخ نے بس گھور کر دیکھا جواب نہیں دیا۔ اس کی سمجھ میں تو پہلے ہی بات نہیں آ رہی تھی۔ خوبصورت اور بھاری لہنگے میں اسے اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا عدیل تھا مگر انتہائی سنجیدہ تھا۔ ماہ رخ کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ بہت خاموش سا ہے۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب رسمیں ختم ہوئیں اور کب ابیر نے اسے کمرے میں لا بٹھایا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو وہ گھبرا سی گئی۔ دوپٹہ مزید آگے سرک آیا۔ کچھ دیر بعد عدیل اس کے سامنے آ بیٹھ گیا۔ اس کا دوپٹہ پیچھے سرکا کر وہ کئی لمحے اسے یک ٹک دیکھتا رہا پھر گہری سانس بھر کر بیڈ کی سائیڈ دراز سے انگوٹھی نکالی اور اس کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دی۔

"اس دن کے لیے میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔" یہ پہلی بات تھی جو اس نے کی تھی۔ ماہ رخ جو شرم سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی اس کی بات پر فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم چینج کر لو، تھک گئی ہو گی۔" وہ اٹھ گیا جبکہ وہ یونہی ساکت سی بیٹھی رہی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اس سے شدید ناراض ہے شاید اس لیے کہ اس نے ایمان سے اس کی شکایت لگائی تھی اور یقیناً یہی وجہ ہوئی جو تائی جان نے فوراً اس کی رخصتی کرا دی تھی۔

"لیکن وہ عدیل کی ناراضگی برداشت نہیں کر پائے گی مجھے یقیناً ان سے بات کرنی چاہیے۔" اس نے سوچا۔ [illegible] دیکھا وہ ڈریسنگ روم میں جا چکا تھا۔ [illegible] بعد وہ باہر آیا اور اسے یونہی بیٹھے دیکھ کر حیران ہوا۔

"تمہیں [illegible] کچھ کہا تھا۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا اور یونہی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کرنے لگا۔

"کیا ضروری ہے آپ کی ہر بات مانی جائے۔" اس نے بڑے اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا تم نے؟" وہ تیزی سے اس کی طرف مڑ کر بولا۔ اس کی بات نے خاصا حیران کیا تھا۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" بالآخر اس نے دھڑکتے دل سے پوچھ لیا۔

"تمہیں احساس ہے؟" وہ دوبارہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور بے حد ناراضگی سے بولا۔

"میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں۔" اس نے ناک چڑھا کر کہا۔ سر ہلانے سے کانوں میں پڑے آویزے بے ساختہ بول اٹھے تھے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میں بے حس ہوں۔" اس نے غصے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا یہ بے حسی نہیں تھی کہ مجھے روتے دیکھ کر بھی آپ نے روکے رکھا تھا۔" اس نے یاد دلایا۔

"اوہ۔" وہ طویل سانس لے کر مسکرا دیا۔

"آخر آپ مجھے کیوں اس دن کھڑے رکھنے پر تلے ہوئے تھے اب تو میں آپ کے پاس پڑھتی بھی نہیں تھی کہ یہ سمجھتی آپ مجھے کسی غلطی پر سزا دے رہے ہیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بس میرا دل چاہ رہا تھا کہ تمہیں کھڑا رکھوں۔" اس کی بات پر وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔ وہ خاموشی اور سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"جس دن میں تمہیں روک کر کچھ کہنا چاہتا تھا تم نے میری بات نہیں سنی تھی اور مسلسل باہر جانے کی رٹ لگائے رکھی تھی بس مجھے تمہاری اس حرکت پر غصہ آ گیا تھا اس وقت تم نے میرے اعتبار کو کیسے ریزہ ریزہ کر دیا تھا کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں تھا۔ تم اتنے دن مجھ سے پڑھتی رہی تھیں لیکن کیا میں نے کبھی کوئی ایسی بات کہی تھی یا کوئی ایسی حرکت کی تھی جو تمہیں ناگوار لگتی۔ بولو کیا کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تھی؟" اس نے بڑی سختی سے پوچھا تھا۔

"نہیں۔" اس نے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا۔
"پھر تم نے اسے دن میری بات کیوں نہیں سنی تھی۔ کیوں میرے انکل کو نہیں بچایا تھی؟ کیوں مجھے ہرٹ کیا تھا؟" وہ بڑے غصے سے پوچھ رہا تھا۔

"وہ... بس مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ یوں اکیلے بات ... میرا مطلب ہے کہ۔" اسے کہتے ہوئے انتہائی شرم آ رہی تھی اسی لیے بات مکمل نہ کر پائی جبکہ عدیل اس کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ زیرِ لب مسکرا دیا۔

"بس اسی غصے کے اظہار کے طور پر میں تمہیں اس دن اپنے کمرے میں کھڑے رکھنا چاہتا تھا کیونکہ مجھے تم پر بے تحاشا غصہ تھا۔ اگر امی نہ آتیں تو تم بہت دیر تک وہاں کھڑی رہتیں مگر پہلی تم نے رو کر میری پوزیشن کتنی خراب کر دی تھی۔ تم جانتی ہو امی مجھ سے کس قدر ناراض ہوئی تھیں انہیں تمہارا رونا ایسا بھایا کہ فوراً تمہاری رخصتی کا انتظام کر دیا۔ مجھے تمہارے رونے پر جتنا غصہ آیا تھا وہ تمہاری رخصتی ہونے پر ختم ہو چکا ہے۔" وہ غصے سے کہتا کہتا یکدم نرم اور دھیمے سے لہجے میں بولا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں جذبوں کی ان گنت قندیلیں جل رہی تھیں اس کا ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ ماہ رخ نے بے اختیار ہاتھ کھینچنا چاہا مگر اس نے گرفت سخت کر دی۔ عدیل اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پھر یکدم سنجیدہ ہو گیا۔

"ماہ رخ میرے دل میں تمہاری کتنی محبت، کتنی چاہت، کتنی عزت ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔" اس کے بھاری و سنجیدہ سے لہجے پر ماہ رخ نے بڑی حیرانی سے اسے دیکھا۔

"میں جانتا ہوں ماہ رخ تم سب مجھے بہت غصیلا سمجھتے ہو مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے، ماہ رخ تم ہمیشہ سے میرے دل میں رہی ہو، میری دھڑکنوں نے ہمیشہ تمہارا نام لیا ہے۔ میری آنکھوں نے ہمیشہ تمہارا ہی خواب دیکھا ہے۔ ماہ رخ میں نے

112 پونڈ

ایک عورت نے اپنی سہیلی کو بتایا: "میرے شوہر ... [illegible] ... کم ہوتا جا رہا ... [illegible] ... میرا وزن 112 پونڈ کم ہو گیا ... [illegible]"

ہمیشہ تمہاری رفاقت کی تمنا کی تھی اور یہ سچ ہے بالکل سچ۔"

کتنی ناقابل یقین، کیسی انوکھی اور کیسی جاں فزا سی بات تھی یہ کہ وہ اسے ہمیشہ سے چاہتا رہا ہے اس کا خواب دیکھتا رہا ہے اس کے ساتھ کی تمنا کرتا رہا ہے۔ ماہ رخ کے دل میں اطمینان اور سکون کی لہریں ہلکورے لینے لگیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی بظاہر اتنا سخت مزاج نظر آنے والا اندر سے کتنا محبت کرنے والا ہوگا۔ عدیل نے اس کے خوشی سے چمکتے چہرے پر نظر ڈالی تو بے اختیار مسکرا دیا اور اس کا دل شرارت پر مچل گیا۔

"اب بتاؤ میرا تم سے کیا رشتہ ہے؟" پھر وہ شریر سی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے [illegible] چونک پڑی اس کا سوال سن کر وہ [illegible] سانس بھر کر رہ گئی۔

"بولو ناں؟" اس نے اصرار کیا وہ خاموش رہی۔

"چلو یہ بتاؤ تمہارا مجھ سے کیا رشتہ ہے؟" وہ شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] یہ سوال وہی ہے بس لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔

"اچھا یہ تو بتا سکتی ہو ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے۔" وہ ابھی بھی شرارت سے باز نہیں آیا تھا۔

"کیا آپ کو نہیں معلوم؟"... نظریں جھکا کر شرمیلے سے لہجے میں بولی۔

"مجھے تو اس دن بھی معلوم تھا مگر تم ہی اس کا احساس ہی نہیں کر پا رہی تھیں میں تو تمہارے لبوں سے سننا چاہتا تھا اور سننا چاہتا ہوں۔ اب تو تم بتاؤ گی ناں؟" وہ بڑی شوخ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا

...پہلو بدل کر رہ گئی جانے [illegible] بے چینی سے [illegible] اصرار کیوں کر رہا تھا۔

"[illegible]" وہ اسے دیکھتے [illegible] خاموش [illegible] بیٹھی تھی۔ [illegible] ہوئے بولا۔ "[illegible] کے لئے تم نے [illegible] ہمیں بھول گئیں ہو یا؟"

"جی نہیں مجھے سب کچھ یاد ہے آپ مجھ سے جیسا چاہیں سوال پوچھ لیں میں اب اتنی بھی کند ذہن نہیں ہوں۔" وہ انتہائی جوش سے بولی۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔" عدیل اس کے انداز پر مسکرا کر بولا۔

"اچھا تم اتنی بھی کند ذہن نہیں ہو تو یہ بتاؤ ہمارے درمیان کیا رشتہ ہے؟" وہ پھر اسی سوال پر پلٹ آیا۔ وہ اس کی چالاکی پر جھلا کر رہ گئی۔ جز بز پہلو بدلنے لگی۔

"[illegible] ورنہ ------" عدیل نے دھمکی آمیز [illegible] سے کہا اس کا دل مسلسل شرارت پر [illegible]۔

"ورنہ کیا؟" ماہ رخ نے گھبرا کر اس کی صورت دیکھی۔ اس کی سنجیدگی نے اسے خوفزدہ کر دیا۔

"بتاؤ ناں۔" وہ شرارت سے اس پر جھک گیا۔

"جی بیوی [illegible]" وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر بولی تو وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"اب آئی ہو نا لائن پر۔" وہ شوخ و شریر سی نظروں سے اسے دیکھ کر بولا۔

"[illegible] ہاتھوں پر میرے نام کی سجی مہندی کتنی [illegible] لگتی [illegible] لگ رہی ہے اور اس کی مہک [illegible] کے ہاتھوں کو تھام کر ہتھیلیاں کھول کر بولا۔

"اور اس کی مہک میرے دل میں اتر رہی ہے۔" وہ ایک لمبی سانس کھینچ کر مسکراتے ہوئے لہجے میں بولا۔ ماہ رخ کی گھنی پلکیں لرز سی گئیں

عدیل نے ایکدم اسے بانہوں کی گرفت میں [illegible] لیا۔

"ماہ رخ تم خوش ہو نا؟" وہ اس کے کانوں [illegible] سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"پتا نہیں۔" وہ شرم سے اس کے سینے میں منہ چھپا کر بولی۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔" اس نے [illegible] پیچھے ہٹایا تو اس نے فوراً ہاتھوں میں اپنا چہرہ [illegible] لیا۔

"کیا پھر رونے کا پروگرام ہے؟" وہ [illegible] چھیڑنے لگا۔ وہ خاموش رہی۔

"پتا ہے جب تم اس دن روئی تھیں تو [illegible] دل بہت چاہا تھا کہ تمہاری بھیگی بھیگی پلکیں [illegible] لوں۔" اس کے ہاتھ پیچھے ہٹا کر عملاً [illegible] ہوئے کہا تو ماہ رخ کے رخسار گلنار سے ہو گئے۔

"ماہ رخ تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو؟" اسے اس قدر خاموش دیکھ کر سنجیدگی سے [illegible] بیٹھا۔

"نہیں تو میں آپ سے ناراض تو نہیں ہوں" [illegible] وہ یکدم پریشان سی ہو اٹھی۔ بے اختیار [illegible] دیکھا۔

"سچ؟" وہ شوخ اور مبتسم نگاہوں سے [illegible] دیکھنے لگا۔ ماہ رخ نے اسے ناراضگی سے [illegible]

"ماہ رخ یہ چہرہ ناراض نہیں بلکہ ہنستا [illegible] اچھا لگتا ہے۔ اور میں چاہوں گا تم ہمیشہ [illegible] مسکراتی رہو۔ میری خواہش ہے کہ میں [illegible] دامن خوشیوں اور مسکراہٹوں کے پھولوں سے [illegible] دوں اور انشاء اللہ ایسا ضرور ہو گا۔" اس [illegible] اپنے قریب کرتے ہوئے بڑے گھمبیر [illegible] کہا تو ماہ رخ نے آسودہ سی سانس لیتے ہوئے [illegible] کے شانے سے سر ٹکا دیا۔ اب واقعی زندگی [illegible] خوشیاں کشید کرنے اور مسکراہٹوں کے پھول [illegible] موسم آگیا تھا۔